جلد ۷ | بمبئی: دوشنبہ ۷ ذیقعدہ الحرام ۱۳۱۹ھ مطابق ۱۷ فروری سنہ ۱۹۰۲ء | نمبر ۶

مقدمۃ الجیش قربان اس بدظنی کے

ولایتی اخبارات نے دیسی رعایا کو قطعی طور پر خفیہ باغی سمجھ رکھا ہے۔ اور ہندوستانی رعایا کا یہ خیال ہے کہ وفاداری کے مارے مری جاتی ہے۔ افسوس آجتک ولایتی اخباروں نے بھی نہ بتایا کہ وفاداری کس جانور کا نام ہے۔ اگر وہ کوئی خاص طریقہ مقرر کردیں تو ہندی رعایا اس طریق کو اختیار کرے انگریزی اخبارات کی بدگمانی کا کیا ٹھکانا ہے۔ عام رعایا کو چھوڑ کر اب تو وہ دیسی فوج پر بھی بغاوت کا الزام لگانے لگے۔ حال میں ایک ولایتی اخبار۔ لنڈن ڈیلی نیوز نامی نے لکھا ہے کہ ہندوستان کی بعض دیسی فوجوں میں بغاوت کا مادہ روز بروز ترقی کرتا جاتا ہے۔ انکی کارروائی مشتبہ معلوم ہوتی ہے۔ یہ ہر سطحی لیاقت ہے کہ الزام تو لگا دیا مگر وجہ [illegible]

گورنمنٹ خود صلح چاہتی ہے

گورنمنٹ ہالینڈ نے جو ٹرانسوالی ڈچوں کیطرف سے صلح کی درخواست پیش کی تھی جسکو گورنمنٹ انگلستان نے بڑی بے پروائی سے نامنظور کر دیا تھا۔ اس نامنظوری سے گورنمنٹ ہالینڈ کو خفت ہوئی۔ وہ اب اسکو اسطرح مٹا رہی ہے کہ گورنمنٹ انگلستان ہی کو صلح کا آرزومند بتا رہی ہے چنانچہ ہالینڈ کے وزیر صیغۂ خارجہ نے ایک اخباری وکیل سے بیان کیا۔ کہ ڈچوں کیطرف سے جو بغیر انکی منظوری یا تحریک کے ہمنے صلح کی درخواست پیش کردی تھی یہ دراصل ڈچوں کی خیرخواہی نہ تھی بلکہ گورنمنٹ انگلستان ہی کی ہمدردی تھی کیونکہ اب وہ جنگ سے عاجز آگئی ہے اور شاہ ایڈورڈ کی بھی یہی خواہش پائی گئی تھی کہ وہ اپنے جشن تاجپوشی سے پہلے ہی جنگ ٹرانسوال کا خاتمہ چاہتے ہیں اور اسکا خاتمہ بغیر صلح کے ناممکن ہے۔ یہ دفعہ ہمنے سمجھی تھی کہ گورنمنٹ کو بچا کر انکا موقع [illegible]

پھر گرفتاری کی بلا نازل ہوئی

معلوم ہوتا ہے کہ ڈچوں نے اب پھر بطور [illegible] سنبھالا لے لیا ہے انکی تعداد تو اسوقت کل ۹ یا ۱۰ ہزار بتائی جاتی ہے اور انگریزی فوج خدا کے فضل سے بھرپور ہے لیکن معلوم نہیں کہ ڈچوں میں خفیہ طاقت کس بلا کی ہے کہ اس شکستہ حالی اور مٹھی بھر تعداد پر بھی قہر ڈھائے چلے جاتے ہیں۔ [illegible] کا واقعہ تو قیامت تک نہیں بھولیگا کمبخت ڈیویٹ نے عین کرسمس میں غلط مار دیا۔ خیر اسکو تو ہمنے آفت ناگہانی سمجھ لیا کہ اتفاقیہ انگریزی فوج ڈچوں کے اڈے میں پھنس گئی اور ایسی بری پھنسی کہ ان نامعقولوں کو خوب ہی ارمان نکالنے کا موقع ملا لیکن غضب تو یہ ہے کہ اسکے بعد بھی ڈچوں کو کئی دفعہ ایسا موقع مل گیا حال میں پھر خبر آئی ہے کہ میدان [illegible] میں ہے وہ کیپ گرفتار کرلی [illegible] دھکا بیٹھ کر [illegible] ادھر ادھر [illegible]

پھنس تو گیا تھا مگر بچ گیا

گورنمنٹ ایرینہ نے جو صلح کی درخواست ڈچون کیجانب سے پیش کی تھی اسسے ہمکو کامل یقین ہوگیا کہ ڈچون مین اب ذرا بھی دم نہین رہا۔ اور گورنمنٹ نے بھی غالبًا یہی خیال کیا ہوگا۔ اسی وجہ سے وہ درخواست نامنظور کردی کہ ذراسی دقت کے سبب کیون صلح کی بس اب ڈچون کا خاتمہ ہوا چاہتا ہے۔ مگر خدا جانے کس قیامت کے ہین کہ بظاہر تو وہ دم توڑ رہے ہین۔ لیکن اس حال مین بھی وہ ایسے ہاتھ مار رہے ہین کہ انگریزی فوج انکو شکست دینا دشوار کرنے کے لیے ناچی ناچی پھرتی ہے۔ مگر وہ کسی طرح غارت ہی نہین ہوتے۔ غضب تو یہ ہے کہ وہ اپنی جان بچانے کے لیے صرف بھاگتے ہی نہین بلکہ ہمارے لشکر کی بھی تاک مین لگے رہتے ہین موقع پاجانے پر انگریزی فوجکی جان پر بنا دیتے ہین۔ اسی ہفتہ کا ذکر ہے کہ ظالمون نے انگریزی فوج کے ایک بڑے لشکر کو فریزر برگ کے قریب پھانس لیا تھا۔ اس کے ساتھ سامان رسد کے ۶۰ چھکڑے تھے۔ ڈچ اس لشکر کو پھانس ہی کر چلنے ہی کو تھے کہ خوش قسمتی سے ہمارا امدادی لشکر پہنچ گیا۔ پھر بھلا انکی کیا مجال تھی جو وہ ہمارے بہادر لشکر کو الگ اچک لیجاتے امدادی لشکر کو دیکھتے انکی بھی ہمت دو چند ہوگئی۔ کچھ تو رستے ہاتھ پاؤن چلائے۔ اور کچھ اس تازہ لشکر نے ڈچون کی آنتون سے ہاتھون خبر لی۔ غرض ڈچ فوجکو بھاگنا ہی پڑا۔ اس مقابلہ مین ہمارے دو افسر اور صرف دس سپاہی مقتول ہوئے۔ مگر ان زخمی ایک مرتبہ انکے ہاتھ لگ گئے۔ لیکن ہو گئے تو کیا ہوا ڈچون کے ۱۱ زخمی اور قتل کر ڈالے کمبخت ڈچ لینا سر تو بھاگ گئے لیکن رات کو فت کارینیا کی پہاڑی پر جا پڑے ہمارے تین افسر اور سپاہی

آدمی تھا یا جن

جنرل ڈیویٹ کی کارروائی کچھ سمجھ مین نہین آتی۔ وہ تو فی الواقع شعبدہ باز معلوم ہوتا ہے ہماری بہادر فوج اسکو اچھی طرح گھیر لیتی ہے۔ مگر وہ خدا جانے کیا سوپ پھرتا ہے یا کیا شعبدہ دکھاتا ہے کہ ہماری فوجکی یا تو آنکھین چوندھیا جاتی ہین یا اوسکو دھوکا ہو جاتا ہے غرض کچھ ہی ہو جاتا ہے جنرل ڈیویٹ تو صاف نکل جاتا ہے۔ حال مین جو اوسیر پوری فوج کیساتھ گھیرا ڈالا گیا۔ یہ محاصرہ ایسا زبردست تھا کہ چیونٹی تک فوجی حلقہ سے باہر نہین نکل سکتی تھی مگر جنرل ڈیویٹ منہ تاکتا ہوتے ہوئے صاف نکل گیا۔ اوس کے ساتھ ۲۰۰ آدمی تھے اون کو بھی نکال لے گیا۔ اور یہ غضب تو دیکھو کہ مویشی اور چھکڑے بھی نکال لے چلا تھا۔ آگے دریا پڑتا تو اپنے کل ہمراہیون کو معہ کل سامان کے صاف اوڑا لیجاتا دریا حائل ہوجانے کی وجہ سے اوسکا سامان رہ گیا۔ پھر بھی یہ بہت سے غنیمت ہے۔ اسکی وجہ یہ ہوئی کہ جنرل ڈیویٹ نے جو زور مین بہر کے ناک کی سیدھ باندھی اور فرانا بہرا تو ہماری بہادر فوج اوسکو برچھون یا تلوارون سے تو نہ روک سکی۔ لیکن اسکی ترکیب سے روکنا چاہا کہ تمام انگریزی فوجنے جسکی تعداد کا تخمینہ روڑ نے آٹھ ہی اوڑا دیا گولیون کی بوچھاڑ کردی۔ اوسوقت وہ کم از کم ۵ ہزار بندوقون مین گھرا ہوا تھا۔ لیکن جستی کیساتھ نکلا ہی چلا گیا۔ سیکڑون کے گولی لگ گئی۔ مگر نہ لگی تو جنرل ڈیویٹ کے۔ وہ آگے بڑھتا ہی چلا گیا۔ یہان تک کہ دریا کے قریب جا پہنچا۔ ہماری فوج بھی جا پہنچی۔ لیکن وہ دھر سے سامنے کو دوڑا اور تیرتا ہوا

سرحدی شورش

سرحد کی خبرین سنکر ہم تو یہ سمجھتے تھے کہ معمولی گڑبڑ ہے۔ غالبًا دو تین ہزار فوج وہان گئی ہوگی وہی اُن وحشیون کا قلع قمع کر دیگی۔ کیونکہ مقابلہ مین اسوقت صرف ایک ہی فرقہ ہے۔ دو ایک دفعہ انگریزی فوجکے حملے کی بھی خبر آئی جس سے انگریزی فوجکی کامیابی ثابت ہوتی تھی۔ لکھا تھا کہ وزیریون کے کئی گاؤن جلا ڈالے اور سیکڑون کو تہ تیغ کر ڈالے۔ ہم تو یہی سمجھے تھے کہ بس جنگی کارروائی ختم ہوگئی۔ کیونکہ وزیریون مین اسکے زیادہ مقابلہ کا دم ہی نہین ہوگا۔ لیکن اب یہ معلوم ہوا کہ وہان تو بڑھتے بڑھتے میل کا بیل ہوگیا۔ انگریزی فوجکی تعداد اب ۲۰ ہزار سے زیادہ ہوگئی ہے۔ اور وہان وہی مرنے کی ایک ٹانگ والا حساب ہے۔ وزیریون سے بطور جرمانہ گورنمنٹ ڈھائی سو بندوقین اور ۲۰ ہزار روپیہ نقد مانگتی ہے۔ وہ یہی کہے جاتی ہین کہ پرسش کی خبر لو۔ یہان کیا دھرا ہے ❖ ہم تو مفلس ہین کہ گھر مین نام ہے اللہ کا۔ بھائی بندوقین ہمارے پاس ہوتین تو ہم ہاتھ پر ہاتھ دھرے گھیرے مین کیون پڑے رہتے۔ آپ حملے کرتے۔ ہاتھ پاؤن چلاتے۔ دل کی حسرتین نکالتے۔ فوجی افسر یہ کہتے ہین کہ ہم کو اس سے مطلب نہین۔ تمہارے پاس ہون یا نہ ہون۔ مگر ہمکو تو بندوقین دو۔ اب افسران فوجکا یہ ارادہ ہے کہ وزیریون کے صدر مقام کانی گرم پر قبضہ کرلین۔ اس کام کیلئے اُنہون نے اور فوج طلب کی ہے۔ غالبًا چھ سات ہزار فوج اور جائیگی۔ پھر وہان ۲۷ ہزار فوج ہو جائیگی اور غالبًا آسانی کیساتھ فتح کرلیگی لیکن شرط یہ کہ اور دو چار فرقے انکی مدد پر آمادہ نہ ہوجائین۔

سانپ کا بچہ سنپولیا

یہ کسی نے سچ کہا ہے کہ سانپ کا بچہ سنپولیا ہی ہوتا ہے۔ پیٹ میں سے نکلتے ہی پتھروں پر منہہ مارنے لگتا ہے۔ اوسکی طرف اگر کوئی اشارہ کرے تو بڑے سانپ کیطرح منہہ مارتا ہے۔ وہ یہ نہیں سمجھتا کہ میرے منہہ مارنے سے اسکا کچھہ نہیں بگڑ سکتا کیونکہ اوسکے دانتوں میں زہر کا مادہ ابھی بالکل نہیں ہوتا لیکن یہ خلقی عادت ہوتی ہے اس وجہ سے وہ کاٹ کھانے کی رسم ادا کرتا ہے۔ یہی حال ڈچوں کی اولاد کا ہے۔ جیسے کہ ڈچ حملہ کرنے میں مشتاق ہیں ایسے ہی اونکے بچے بھی جان سے ہاتھہ دھوکر وار کر دینے میں دریغ نہیں کرتے۔ کم عمری ہی میں وہ اپنے دشمنوں کو تاڑنے لگتے ہیں۔ مسٹر کروگر نے ایکدفعہ اپنی سپیچ میں کہا تھا کہ ٹرانسوالی جنگ سے انگریزوں کا ایکعرصہ تک پیچھا نہیں چھوٹیگا۔ کیونکہ جب تک ایک نابالغ بچہ بھی سلامت رہیگا۔ برابر تلوار چلاتا رہیگا۔ اس وقت اس فقرے پر بیساختہ لوگوں کو ہنسی آگئی ہوگی کہ کروگر کو خبط ہو گیا ہے بچہ کو شمشیر زنی سے کیا نسبت۔ جیسے کہ اور بچوں کو کھانے کھیلنے کودنے سے مطلب رہتا ہے۔ ایسے ڈچوں کے بچے بھی ہونگے۔ مگر نہیں اب معلوم ہوا کہ کروگر میں لاف زنی اور مبالغہ کی عادت نہیں۔ اوسنے جو کچھہ کہدیا ہے وہ سب ہو کر رہیگا۔ حال میں ڈچ کے ایک کمسن بچے نے کروگر کے دعوے کو صحیح ثابت کر دیا۔ آرینج کالونی کے قریب جنگی اکھاڑہ قایم تھا دونوں طرف سے ڈٹے ہوئے تھے۔ اوسوقت کسی ڈچ کا لڑکا بھی وہاں موجود تھا اسکی عمر صرف [illegible] برس کی تھی [illegible]

اسکو بھی جوش آگیا

اوسنے چاہا کہ میں بھی دو چار انگریزوں کا شکار کروں۔ مگر ڈرتا گیا۔ اسمیں بندوق سنبھالنے کی بھی قوت نہیں۔ آخر اوسنے یہ سوچا کہ قریب پہنچکر فیر کروں۔ ایکآدھ تو گر کر ہی جائیگا۔ یہ ترکیب اسکو کسی ڈچ نے سکھائی یا خود اسکے دماغ میں سما گئی۔ کہ اوسنے ڈھیلا کرتا پہنا اور اوسمیں ایک طپنچہ چھپا لیا۔ اور یہ ایسے ہی کھیلتا کودتا انگریزی لشکر میں آگھسا سب یہی سمجھے کہ بچہ ہے۔ اسکو ابھی اتنی تمیز نہیں کہ ہم اوسکی قوم کے دشمن ہیں۔ غرض اوس سے کسی نے مزاحمت نہیں کی۔ وہ تھوڑی دیر ادہر اودھر ٹہلتا رہا۔ اور اپنے حملے کی تاک میں رہا۔ وہ اس فکر میں تھا کہ کوئی سپاہی علیحدہ مل جائے تو اوسکا شکار کروں۔ تاکہ مجھے بھی جان بچانے کا موقعہ ملجائے۔ چنانچہ ایک سپاہی کو اوسنے تاک لیا۔ وہ کسی ضرورت سے فوج سے علیحدہ ہو گیا تھا۔ اور بندوق کے سہارے پر کچھہ سوچ رہا تھا۔ غالباً فتح کی ترکیب سوچ رہا ہوگا کہ کیونکر ان موذی ڈچوں کو غارت کر دیا جائے۔ یہ لڑکا آہستہ آہستہ اوسکے قریب گیا۔ انگریزی سپاہی نے دیکھہ تو لیا مگر بچہ سمجھکے اسکی طرف خاص توجہ نہیں کی اور اپنے خیال میں محو ہو گیا۔ یہ لڑکا رفتہ رفتہ بالکل قریب پہنچگیا اور جھٹ سے طپنچہ بغل سے نکالکر سپاہی کے پیٹ میں جھونکدیا۔ گولی ٹھیک مقام پر بیٹھی صاحب بہادر کی انتڑیاں باہر نکل پڑیں جسکی وجہ سے وہ چکر کھاکے گر پڑے۔ اور وہ [illegible] منٹ میں لوٹ پوٹکر جان دیدی۔ اور اس بچہ کی گرفتاری کی نسبت کوئی خبر نہیں دیگئی۔ ابتک معلوم [illegible]

پہر آفت آئی

معلوم ہوتا ہے کہ سلطنت چین کی عمر ہی پوری ہوگئی۔ اسکے نیست و نابود ہونے کا زمانہ قریب آگیا۔ ملکہ چین نے اپنی سلطنت کی سلامتی اور ترقی و بہبودی کے لئے یہانتک بیمذہبی اختیار کرلی کہ ہزاروں سال کی مذہبی یا قومی رسومات کو ملیامیٹ کر دیا۔ بالعموم چینی عورتوں کے پاؤں بچپن ہی میں لوہے کے سانچے میں کسے جاتے تھے کہ وہ بڑی ہوکر پاؤں نہ نکال سکیں۔ علاوہ ازیں یورپ سے دلی اتحاد ثابت کرنیکیلئے اوسنے اپنی قوم کی عورتوں کو یہ بھی حکم دیدیا کہ ولایت وغیرہ کی سیر سے فایدے حاصل کریں۔ یا تو پہلے چینی دربار کو یورپین صورتوں سے اسقدر تنفر تھا کہ صرف شکل دیکھہ لینے سے اپنے اوپر غسل واجب سمجھتے تھے۔ یا اب چینی دربار کو مجبوراً اونسے ایسا شیر و شکر ہونا پڑا کہ عورتوں کو بھی یورپ کی سیر کی اجازت دیدیگئی۔ غرض ملکہ چین نے اپنے ملک کی بہبودی اور یورپ کے اطمینان کیلئے یہ سب کچھہ کر دیا۔ لیکن اس بدقسمتی کو کیا کرے کہ اسکی جاہل قوم اسکی مصلحتوں کی ذرا بھی پروا نہیں کرتی۔ وہ عیسائی مشنریوں کی ایسی دشمن ہوئی ہے کہ اس مری ہوئی حالت میں بھی انکو مار ڈالنے سے دریغ نہیں کرتی۔

حال کی خبروں سے ثابت ہوتا ہے کہ چینی دار السلطنت کے آس پاس بعض قصبوں میں پہر خونریزی اور سفاکی کا بازار گرم ہو گیا ہے۔ پادریان علیہ الانجیل نے امن ہوتے ہی پہر اپنا رنگ جمانا شروع کر دیا تھا۔ چینی انکی اس حرکت سے بہت ہی برہم ہیں اسوجہ سے فساد [illegible] پیدا ہو گیا۔ اور [illegible]

ہندی مسلمانوں کی عالی ہمتی

چندۂ حجاز ریلوے

نام	مقام	رقم	معرفت
حاجی تاجلی صاحب	کلکتہ	[illegible]	
مولوی ضیر الدین صاحب	حیدرآباد دکن	[illegible]	ایڈیٹر پنچ بہادر
حکیم محمد سعید خانصاحب	//	[illegible]	
محمد ضیاء الدین خانصاحب	//	[illegible]	حکیم محمد سعید خانصاحب
مولانا احمد الدین خانصاحب	//	[illegible]	//
نثار احمد خانصاحب	//	[illegible]	//
محمد اکرام اللہ خانصاحب	//	[illegible]	//
محمد عظیم الدین خانصاحب	//	[illegible]	//
متفرق	//	[illegible]	//
غازی الدین خانصاحب	//	[illegible]	//
ڈاکٹر مبارک علی صاحب	[illegible]	[illegible]	محمد مصطفیٰ صاحب [illegible]
محمد حسین صاحب مختار	//	[illegible]	
امداد حسین صاحب	//	[illegible]	

میزان	۳۶
رقم سابقہ	۱۹۱۳ ۹
میزان کل	۱۹۴۹ ۱۳

پچھلے دنوں تو ہندوستان کے مسلمانوں کی چندۂ حجاز ریلوے کی طرف کچھ توجہ بھی تھی مگر اب تو بالکل ہی ٹھنڈے پڑ گئے۔ چھ سات مہینے سے یہی حال ہے کہ اتفاقیہ کوئی منی آرڈر نیک پڑتا ہے۔ افسوس ہے کہ ردو سار کو اسکا بھی کا خیال نہیں آیا گو کہ یہ مثل مشہور ہے

کُل فوجکا ریلا

جنرل ڈیویٹ کے انگریزی اخبار تو آدمی ہی بتاتے ہیں مگر ہمیں تو اوس کے آدمی ہونے میں شبہ ہے اور شبہ بھی یقین کے درجہ کا۔ اوس کے بھلا آدمی سمجھنے میں تو انگریزی اخبارات کو بھی کلام ہے۔ اور واقعی ہے بھی یہی بات۔ اگر وہ بھلا آدمی ہوتا تو کیوں ہماری فوجکو پریشان کرتا۔ اوس کو چاہئے تھا کہ اپنی بیسروسامانی سے دلشکستہ ہو کر اپنے کو گورنمنٹ کے حوالے کر دیتا۔ وہ تو بدمعاشوں کی طرح اُچھلتا پھرتا ہے۔ ہماری فوج کو اپنے پیچھے لے لے کے بھاگتی ہے۔ اور وہ ہے کہ جیسے تلملنی کیطرح قلانچیں بھرتا پھرتا ہے۔ اوسکی ان حرکتوں سے کون اسکو آدمی سمجھیگا۔ مثل مشہور ہے کہ ایک کی دارو دو۔ اوسکو تو سیکڑوں لپٹ پڑے ہیں۔ مگر وہ موذی قابو میں نہیں آتا۔ کئی دفعہ ہماری فوج نے اوسکو گھیرا۔ باوجودیکہ ہماری فوجکی تعداد ہمیشہ اوسکی فوج سے دگنی تگنی رہی مگر ڈیویٹ صاف نکل گیا۔ اور تماشہ یہ کہ اپنی فوج کو بھی نکال لے گیا۔ دس بیس فوج جو بگڑی فوجکی روڑ جھپٹ میں آگئے وہ آگئے۔ باقی صاف نکل گئے۔ لارڈ کچنر بہادر کا اوسکی چھیتی وحیالاکی سے ناک میں دَم آگیا ہے۔ اور کچھ یہی دھن بندھ گئی ہے کہ چاہے قیامت برپا ہو جائے تمام فوج کٹ جائے۔ کُل گولہ بارود خاک میں مل جائے بلا سے۔ مگر جنرل ڈیویٹ کو پکڑنا چاہئے اور اگر پکڑا جائے تو خیر اُڑکا ہی دیں کہ اُسکی شرارتوں سے بچاؤ تو چھٹے۔ مگر وہ ایسا مردک ہے کہ ہاتھ آتا ہے۔ اور نہ مرتا ہے۔ دونوں باتوں میں سے ایک بات بھی منظور نہیں کرتا۔ نہ جمکر مقابلہ کرتا ہے نہ اطاعت قبول کرتا ہے خواہ مخواہ ہماری فوجکو

پریشان کر رہا ہے

لارڈ کچنر بہادر پر غضب دانت کچکچا رہے ہیں اونھوں نے جو دیکھا کہ متفرق حملوں میں تو یہ ہتھے نہیں چڑھتا اسلئے اُنہوں نے یہ ارادہ کر لیا کہ ایک دفعہ تمام فوج کو اکٹھا کر کے دھاوا کر دیا جائے پھر دیکھیں جنرل ڈیویٹ کیسے قابو میں نہیں آتا۔ چنانچہ وہ موقعہ کی تاک میں لگے ہیے۔ دفعتاً انکو موقعہ مل گیا۔ لارڈ کچنر کو خبر پہونچی کہ جنرل ڈیویٹ کے ہمراہ کل ۲۰۰ سپاہی ہیں اور لینسبرگ کے قریب پڑا ہوا ہے۔ اسموقعہ کو لارڈ بہادر نے غنیمت سمجھا۔ اور تاؤ میں آکے نادری حکم دیدیا کہ تمام فوج اکٹھی ہو کے اوسپر حملہ کرے۔ اور گرفتار کر لائے۔ چنانچہ تمام فوجیں اکٹھی ہو کے جنرل ڈیویٹ کو پکڑنے چلیں۔ انگریزی فوجکی زندہ تعداد گذشتہ ماہ میں تقریباً ڈیڑھ لاکھ بتائی گئی تھی۔ غرض (بقول سوڈر) کل فوجنے دھاوا مارا اور جنرل ڈیویٹ کو جا گھیرا۔ اور اسطرح گھیرا کہ وہ تو کیا اوسکا ہمزاد بھی نہ نکلنے پائے۔ ناظرین اس محاصرہ کی سختی کی نسبت خود خیال کر سکتے ہیں۔ جنرل ڈیویٹ کے کُل ۲۰۰ سپاہی اور مقابلہ میں انگریزی فوجکی کُل تعداد۔ اگر اسمیں سے صرف سو لدروں ہی کی فوج فرض کر لیجائے تو وہ بھی ۵۰ ہزار سے کم نہیں۔ غرض ہماری بہادر فوجنے محاصرہ کر لیا اور اس طریق سے کیا کہ تھوڑی تھوڑی فاصلے سے سوار فوجکے پہرے بانہے۔ پکریبی ایسے تھے کہ ایک سے ایک ملا ہوا تھا۔ جنرل ڈیویٹ کے نکلنے کا ایک ہی رستہ تھا۔ وہ بھی ایسا کہ قریب ہی دریا تھا۔ غرض کوئی صورت اب بچنے کی نہیں رہی تھی البتہ فوجی اوس رستے پہرہ بانہ رکھی تھی دوسرے رستہ بھی ایسا تھا کہ اگر موقعہ مل جانے پہ جنرل ڈیویٹ

امیر کابل کی سنجیدگی

تخت کابل کی نسبت عوام کا یہ خیال تھا کہ اب اسکو امیر عبدالرحمن خان جیسا مستقل مزاج اور دور اندیش بادشاہ نصیب نہ ہوگا۔ اور ہم بھی یہ سمجھتے تھے کہ امیر حبیب اللہ خان والاشان کو بوجہ نوعمری کے غالبًا کسی نہ کسی پولیٹیکل معاملہ مین لغزش کھا جائینگے۔ مگر شکر ہے کہ امیر صاحب کی روشن دماغی اور عاقبت بینی نے سب کے خیالات غلط کر دئے

اون سے اب تک جسقدر ملکی کارروائیان ظہور مین آئین اونکی نسبت جہان تک غور کیا جاتا ہے یہی ثابت ہوتا ہے کہ امیر حبیب اللہ خان والاشان کاریکہ پدر نتوان کرد پسر تمام کند کے مصداق ہین۔ امیر صاحب مرحوم و مغفور کی پالیسی اگرچہ سختی پر تھی اور اونکی ترقی پر لیکن فرق ظاہری ہے۔ باطن مین دونون یکسان ہین کیونکہ مثل مشہور ہے ہر سخن موقعہ و ہر نکتہ مقامے دارد۔ امیر مرحوم نے جو پالیسی اختیار کی تھی وہ زمانہ اسی قابل تھا۔ اور امیر حال نے جو پالیسی اختیار کی ہے یہ بھی مناسب ہے کیونکہ یہ زمانہ اسی قابل ہے۔ امیر صاحب کی سختیون سے جو لوگ اکتا گئے تھے۔ اور بعض خاندان بیدل ہو گئے تھے انکو امیر حال نے مراحم خسروانہ کا مستحق بناکے اپنا گرویدہ کر لیا کئی ہزار قیدی جو محض ملکی مصلحت سے جیلخانہ مین پڑے سڑ رہے تھے امیر حبیب اللہ خان نے ان سبکو رہا فرما دیا۔ اور یہی نہین کہ اونکو چھوڑ کر یہ کہدیا ہو کہ جاؤ تو ٹلے ہاتھ پاؤن ہلاتے ہوئے اور تمام بچی لاکھون بلائے کہتے ہوئے بھاگجاؤ گرتے پڑتے گھر پہنچ ہی جاؤگے۔ نہین امیر صاحب نے اون کے ساتھ ایسا سلوک کیا کہ گذشتہ زمانہ کی تمام کلفت انکے دل سے دور ہو گئی۔ ہر شخص کو اوسکے مرتبے کے قابل

خلعت بخشنا

اور جس جس مقام پر جسکو جانا تھا وہان تک سواری اور خرچ بھی مرحمت فرما دیا۔ علاوہ اسکے کل فوج کی تنخواہون مین اضافہ کر دیا۔ ٹیکس کی بعض مدین جو رعایا کے لئے نامناسب تھین۔ وہ بالکل اوڑا دین۔ اپنے بھائیون سے ایسا برتاؤ کیا کہ انکا دل اپنی مٹھی مین لے لیا۔ ایک کو خزانہ کا مالک بنا دیا اور ایک کے قبضہ مین کل فوج دیدی تاکہ ہر شخص اپنے کو بجائے خود سلطنت کا مالک سمجھتا ہے ہر کام مین اپنے بھائیون سے مشورہ لیتے رہتے ہین۔ اور اونکی رائے کی قدر فرماتے رہتے ہین۔ یہ پالیسی امیر صاحب نے ایسی عمدہ اختیار کی ہے کہ اس سے خدا چاہے سلطنت کا زوال تو در کنار کبھی اوسمین لغزش بھی نہین آ سکتی۔ دشمنون کو ہنسنے ہنسانے کا موقعہ ہی نہین مل سکتا۔ انگریزی اخبارات نے جو یہ خبر اوڑادی ہے کہ حاکم سرا کے بعد ضرور سلطنت مین ہلچل واقع ہو جاوےگی یہ محض گپ ہے۔ اسلامی سلطنتون سے انہین نہی بغض ہے۔ اسلئے وہ ایسی ہی بے پر کی اوڑاتے رہتے ہین۔ امیر صاحب کے اصول سلطنت ایسے مضبوط ہین کہ کوئی شخص کبھی سر نہین اوٹھا سکتا علاوہ اصول کی پختگی کے امیر صاحب بذاتہ خود بھی ایسے ہین کہ کسی شخص کو کبھی شکایت ہو ہی نہین سکتی۔ اونکی سلطنت فی الواقع خلفائے راشدین کی سلطنت کا نمونہ ہے۔ اسلامی حدسے کبھی قدم باہر نہین نکالتے۔ نہ ذاتی اختیار سے کوئی حکم نافذ کرتے ہین۔ وشاورهم فی الامر اونکا عملدرآمد ہے۔ اراکین سلطنت تو بڑے بڑے لوگ ہین۔ رعایا مین سے بھی اگر کوئی ادنی حیثیت کا شخص امیر صاحبکو کسی بات مین ٹوکدے تو بیجھجک

دھتکار نہین دیتے

اچھی طرح غور فرماتے ہین۔ اگر وہ راستی پر ہوتا ہے تو اسکا شکریہ ادا کرتے ہین۔ اور اوس رائے کے صلہ مین اوسکو خلعت وغیرہ دیکر اور اشخاص کا بھی حوصلہ بڑھا دیتے ہین۔ حال کے ایک تازہ واقعہ سے امیر صاحب کی سنجیدگی کا پورا ثبوت ملتا ہے۔ آپ جمعہ ہمیشہ مسجدمین ادا فرماتے ہین کوئی مسجد خاص نہین مقرر کی ہے۔ کابل مین ۱۳ یا ۱۴ ایسی مسجدیں ہین۔ جن مین جمعہ کی نماز ہوتی ہے۔ امیر صاحب مختلف مسجدون مین جاتے رہتے ہین تاکہ ہر مسجد مین رونق رہے۔ اور جماعت بڑے کروفر کے ساتھ ہو کیونکہ ہر محلہ والون کو یہی خیال رہتا ہے کہ شاید اس جمعہ کو ہماری مسجد مین آ جائین۔ اسلئے محلہ کا بچہ بچہ مسجد مین حاضر ہو جاتا ہے۔ شوال المکرم کا تیسرا جمعہ آپنے مہتاب باغ کے قریب مسجد شاہ شمشیر ولی مین ادا فرمایا۔ سنتون کی ہر رکعت ادا فرماتے تھے سہو سے ایک زیادہ پڑھ گئے۔ رعایا مین سے ایک معمولی حیثیت کا شخص آپ کے قریب تھا اسکو معلوم ہو گیا کہ امیر صاحب نے ۵ رکعتین پڑھی ہین جب امیر صاحب نے سلام پھیرا تو اوسنے فورًا کہا کہ آپ سنتین پانچ پڑھے۔ امیر صاحب نے وجہ دریافت کی تو اوسنے بتایا کہ آپ نے ایک رکعت زیادہ پڑھ لی ہے۔ امیر صاحب نے اوسی وقت کھڑے ہو کر پھر نیت باندھ لی۔ اور جمعہ کی نماز سے فارغ ہو کے آپنے اوس شخص کی جرأت اور اسلامی حمیت کی بڑی تعریف کی۔ اور پانچ روپئے انعام دیکر فرمایا کہ مین اپنی کل رعایا کو اسبارے مین آزادی دیتا ہون کہ دینی یا دنیاوی امر مین اگر مجھ سے کوئی غلطی ہو جاتا تو ہر شخص کو تنبیہ کر دینے کا اختیار ہے خواہ وہ کسی حیثیت کا ہو۔

معرکہ آرائی

صبح وصل

وہ بند قبا جنہیں حجاب کی وجہ سے کوئی بات بات پر شرما جانیوالا کھولنا گوارا نہ کرتا تھا۔ جسپر عاشق نے کہا کہ سے شرم کیسی وہم وصلت ہے نقاب الٹو تو بلا ؤ ن بند قبا کھول دون پھر ملکیا ہے۔ عجلت کے ساتھ کسے جانے لگے۔ رات بھر کی دھما چوکڑی سے اور پڑ جانے والے پانچے اُن جوڑوں ساتون کو چھپانے کے لئے اوڑھا بیچنے جن کی صفائی سے آئینوں کو تشبیہ دیجاتی ہے۔ وہ زلف پیچان جو رات ہی بھر مین پریشان ہو گئی تہین جس مین کمبخت عاشق کا دل پھنسا ہوا تھا۔ جسپر لوگون نے افعی جانگزا اور خونخوار اژدہا ہونے کہہ ڈالا تھا اور جسکی رات کا سمان دکھا نہین غائب کیا طرح کہہ گئے ہین کہ سے نیند اوسکی ہے دماغ اوسکا ہے راتین اوسکی ہین: جسکے بازو پہ تری زلفین پریشان ہو گئین: جلدی جلدی برابر کی جانے لگین اور اسکے ساتھ ہی وہ رخسار پر آجانے والے بال ہونٹا کے کھانے لگے جو بات کو پیارے اور معمول سے چہرہ پر عاشق کی بوسہ بازیون سے حفاظت کے لئے آ رہے تھے گلابی دوپٹہ جو شام ہی سے علیحدہ رکھدیا گیا تھا کہ باہمی اختلاط اور گرمجوشیون مین باعث نہ ہو۔ دست نازک سے اوٹھایا گیا۔ اور جلدی سے اوڑھ لیا گیا۔ یہ سامان ہی عاشق کے تڑپانے کے لئے کیا کم تہے۔ جو ایک آواز بھی یہ کہتی ہوئی سنائی دی کہ لیجئے "رخصت" پھر ملینگے اگر خدا لایا۔ بیچارہ عاشق کب چاہتا تھا کہ اوسکا دل پہلو سے اور معشوق بغل سے علیحدہ ہو جائے مگر وقت کی نزاکت اور سیاسی مصلحت اور جلنے کی عجلت نے کسے بھی لب گھبرا دیا کہ اتنا تو اور وہ اپنے دل کی بات کا جواب بھی نہ دیسکا۔ حسرت بھری نیم باز آنکھون سے پیارے چہرہ کی طرف دیکھا اور گویا اجازت دینے کے طور پر یا الخموشی نیم رضا کے مصداق سر جھکا لیا۔ معشوق کے ساتھ ہی عاشق کا دل بھی اور دل کے ساتھ ہی عاشق بھی اوٹھا اور بطور مشایعت اپنے دلبر کے ساتھ ہو لیا۔ دروازہ پر آکے فراق نصیب لبون سے جو آمین نکلنا دونون کا بیقراری کے ساتھ باہم گلے ملنا اور "خدا حافظ" کے رخصتی اور دل تڑپا دینے والے الفاظ کا دردناک اور بھرائی ہوئی آواز مین نکلنا کچھ ایسا جانگزا اور غم افزا سمان ہے جسکا اظہار قلم سے نہیں ہو سکتا بس اتنا ہی کافی ہے سے کس کیا وہ بغل سے اور مجھکے جانا: وہ میری شام تک حالت سحر کی بیچارہ فراق نصیب اور کمبخت عاشق جسپر مصیبتون کا پہاڑ پھٹ پڑا تھا جو صدمہ جدائی سے بیچین ہو رہا تھا۔ اور جسکی آنکھون مین دنیا اندھیر ہونے والی تھی۔ اگر اپنے آشفتہ دل فریفتہ دل بیقرار و بیصبر سنگ صبر پر رکھلیتا تو کبھی کا وصال ہو جاتا۔ تاہم بیقراری و بے چینی کی انتہا سے ناکام عاشقون سے وہ نہ رہ سکا۔ دل مین وہ دھوان دھار ہو رہا تھا جسکو پُرزور انجرے بگولے کی طرح چکر کھاتے ہوئے دماغ مین جاکے ٹکرائے۔ اور اُسے منقبض کرتے ہوئے کچھ تو دھوئین کی صورت مین کانون سے نکل گئے اور کچھ جو ٹکر کھانے سے پانی ہو گئے تہے آنکھون سے آنسوؤن بنکے نکلنا شروع ہو گئے۔ دلدوز حسرتناک اور سرد آہون کا سلسلہ بے چینی کے ساتھ شروع ہو گیا۔ اور ہاتھ جو ابھی تک دامن جانان پر تھا گریبان پر جا پہنچنے کے لئے تڑپنے لگا۔ معشوق جب تک نگاہون کے سامنے رہا۔ آنکھین اُسی جانب ٹکٹکی لگائے رہین لیکن سے وہ برق حسن کا آنکھون سے چھپنا: جیسے لگنا وہ میری چشم تر سے باد صرصر ہو نگاہون سے اوجھل ہوگئے۔ اور اب تنہا وہ اور مصیبت و غم عاشق کا ساتھی آگیا۔ معشوق بغل سے گیا یا دل پہلو سے۔ جسم سے سینہ سے گیا یا نور آنکھون سے۔ گویا جسم سے اچانک روح نکل گئی یا ایک سکتہ کی حالت طاری ہو گئی۔ اس فوری انقلاب نے اُسے بیخود کر دیا۔ ابھی ذرا ہی دیر ہوئی کہ وہ گلفام بغل مین تھا۔ تھوڑا ہی عرصہ ہوا کہ لب لعلین کے بوسے لئے جاتے تھے۔ کچھ ہی وقفہ گذرا کہ چاشنی شربت دیدار سے شاد کام تھا۔ ابھی کیا معلوم تھا کہ شادکامی مین تلخکامی بھی ہے۔ ابھی کیا خبر تھی کہ وصال کے بعد بھی ہجر ہوتا ہے۔ وہ کیا جانتا تھا کہ دم بھر مین یہ خوشی رنج سے مبدل ہو جائیگی۔ اے وصال یار کے بعد ہجر دلدار کی مصیبتین جھیلنے والو۔ اے عشق و محبت کو دل بہلنے کا مشغلہ اور معمولی کھیل سمجھنے والو۔ اور اے خوبرویان جہان کی چاہ کے کنوئین جھانکنے والو۔ سچ بتاؤ!! یہ جانگزا غم یہ دلگداز مصیبت یہ سوہان روح الم یہ دلدوز اندوہ یہ جانکاہ کلفت کوئی بھی برداشت کر سکتا ہے۔ اے بلبلان شیدا۔ اے باشندگان چمن اور اے حسرت نصیبان گلشن تم تو طرح طرح کے تیر بلائے بلا کے ہدف ہو۔ باد سموم اور خزان انگیز ہوائین تمہارے معشوق پھولون کی نازک پنکھڑیون کو مرجھا دیتے ہین۔ جس سے جو کچھ تمہاری حالت ہو جاتی ہے وہ اسطرح بیان کی گئی ہے کہ سے شاخ گل جھومتی تھی گر وقت خزان سوکھ گئی: چیخنے چیخنے بلبل کی زبان سوکھ گئی: ظالم صیاد کے مظالم قید قفس کی سختیان اور ہجر کی کلفتین یہی سبب معلوم مین۔ تمہاری بہی حالت پہ رحم کھا کے کہا گیا تھا کہ سے عرق گل اُسے دیا تھا قفس مین صیاد: چیخنے چیخنے بلبل کی زبان سوکھ گئی: اور ہان تم بھی تو کس درد کی نگاہ ہو تم ہی تو اس قسم کے تجربے واقف ہو اور تمہین بھی اوسکا اتفاق ہو چکا ہے جسکی اطلاع بس ان الفاظ مین دیگئی ہے کہ سے کیا کہون کیا وہ رخصت گل بلبل پہ بنی: خزین

امیر کابل کی سنجیدگی

تخت کابل کی نسبت عام کا یہ خیال تھا کہ اب اسکو امیر عبد الرحمن خان جیسا مستقل مزاج اور دور اندیش بادشاہ نصیب نہ ہوگا۔ اور ہم بھی یہ سمجھتے تھے کہ امیر حبیب اللہ خان والا شان کو بوجہ نو عمری کے غالبًا کسی نہ کسی پولیٹیکل معاملہ مین لغزش کھا جائینگے۔ مگر شکر ہے کہ وقیر صاحب کی روشنہ مالی اور عاقبت بینی نے سب کے خیالات غلط کر دئے اور اس سے آج تک جس قدر ملکی کارروائیاں ظہور مین آئین اونکی نسبت جہان تک غور کیا جاتا ہے یہی ثابت ہوتا ہے کہ امیر حبیب اللہ خان والا شان کا ہر ایک پدر نتوان کرد پسر تمام کند کے مصداق ہین۔ امیر صاحب مرحوم و مغفور کی پالیسی اگرچہ سختی پر تھی اور اونکی ترقی پر لیکن فرق ظاہری ہے۔ باطن مین دونون بجان ہین کیونکہ مثل مشہور ہے ہر سخن موقعہ و ہر نکتہ مقامے دارد۔ امیر مرحوم نے جو پالیسی اختیار کی تھی وہ زمانہ اسی قابل تھا۔ اور امیر حال نے جو پالیسی اختیار کی ہے یہ بھی مناسب ہے کیونکہ یہ زمانہ اسی قابل ہے۔ امیر صاحب کی سختیون سے جو لوگ الگ ہوگئے تھے۔ اور بعض خاندان بد دل ہوگئے تھے انکو امیر حال نے مراحم خسروانہ کا مستحق بنا کے اپنا گرویدہ کر لیا۔ کئی ہزار قیدی جو محض ملکی مصلحت سے جیلخانہ مین پڑے سڑ رہے تھے امیر حبیب اللہ خان نے انکو رہا فرمادیا۔ اور یہی نہین کہ انکو چھوڑ کر یہ کہدیا ہو کہ جاؤ تمہارے ہاتھ پاؤن ہلتے ہوئے ادھر بھی لاکھون پالے گئے ہوئے ہیں جاؤ مگر تے پڑتے گھر پہنچ ہی جاؤ گے۔ نہین امیر صاحب نے اون کے ساتھ اچھا سلوک کیا کہ گذشتہ زمانہ کی تمام کلفت انکی دلون سے دور ہوگئی۔ ہر شخص کو اوسکے مرتبہ کے قابل

خلعت بخشنا

اور جس جس مقام پر جسکو جانا تھا وہان تک کا پورا خرچ بھی مرحمت فرمادیا۔ علاوہ اسکے کل فوج کی تنخواہون مین اضافہ کردیا۔ ٹیکس کی بعض مدین جو رعایا کے لئے نامناسب تھین وہ بالکل اوڑا دین۔ اپنے بھائیون سے ایسا برتاؤ کیا کہ انکا دل اپنی مٹھی مین لے لیا۔ ایک کو خزانہ کا مالک بنا دیا اور ایک کے قبضہ مین کل فوج دیدی تاکہ ہر شخص اپنے کو بجائے خود سلطنت کا مالک سمجھتا رہے ہر کام مین اپنے بھائیون سے مشورہ لیتے رہتے ہین۔ اور اونکی رائے کی قدر فرماتے رہتے ہین۔ یہ پالیسی امیر صاحب نے ایسی عمدہ اختیار کی ہے کہ اس سے خدا چاہے سلطنت کا زوال تو درکنار کبھی اوسمین لغزش بھی نہین آسکتی۔ دشمنون کو بغلین بجانے کا موقعہ ہی نہین مل سکتا۔ انگریزی اخبارات نے جو یہ خبر اوڑادی ہے کہ حکام سرحد کے بعد ضرور سلطنت مین ہلچل واقع ہوجائیگی یہ محض گپ ہے۔ اسلامی سلطنتون سے انہین قلبی بغض ہے۔ اسلئے وہ ایسی ہی بے پر کی اوڑاتے رہتے ہین۔ امیر صاحب کے اصول سلطنت ایسے مضبوط ہین کہ کوئی شخص کبھی سر نہین اوٹھا سکتا علاوہ اصول کی پختگی کے امیر صاحب بذاتہ خلاق ایسے ہین کہ کسی شخص کو کبھی شکایت ہو ہی نہین سکتی۔ اونکی سلطنت فی الواقع خلفائے راشدین کی سلطنت کا نمونہ ہے۔ اسلامی حدسے کبھی قدم باہر نہین نکالتے۔ نہ ذاتی اختیار سے کوئی حکم نافذ کرتے ہین۔ **وشاورھم فی الامر** پر اونکا عملدرآمد ہے۔ اراکین سلطنت تو بڑے بڑے لوگ ہین۔ رعایا مین سے بھی اگر کوئی ادنی حیثیت کا شخص امیر صاحب کو کسی بات مین ٹوکدے تو اسکو شکریہ کیساتھ

دھتکار نہین دیتے

اچھی طرح غور فرماتے ہین مگر وہ راستی پر ہوتا ہے تو اسکا شکریہ ادا کرتے ہین۔ اور اوس رائے کے صلہ مین اوسکو خلعت وغیرہ دیکر اور اشخاص کا بھی حوصلہ بڑھاتے ہین۔ حال کے ایک تازہ واقعہ سے امیر صاحب کی سنجیدگی کا پورا ثبوت ملتا ہے۔ آپ جمعہ ہمیشہ مسجدمین ادا فرماتے ہین۔ کوئی مسجد خاص نہین مقرر کی ہے۔ کابل مین سو ایا ۱۲۰ ایسی مسجدین ہین۔ جن مین جمعہ کی نماز ہوتی ہے۔ امیر صاحب مختلف مسجدون مین جاتے رہتے ہین تاکہ ہر مسجد کا حق ہے۔ اور جماعت بڑے کروفر کے ساتھ ہو کیونکہ ہر محلہ والون کو یہی خیال رہتا ہے کہ شاید اس جمعہ کو ہماری مسجد مین آجائین۔ اسلئے محلہ کا بچہ بچہ مسجد مین حاضر ہوجاتا ہے۔ شوال المکرم کا تیسرا جمعہ آپنے جناب باغ کے قریب مسجد شاہ شمشیر والی مین ادا فرمایا۔ سنتون کی ہر رکعت ادا فرماتے تھے سہو سے ایک زیادہ پڑھ گئے۔ رعایا مین سے ایک معمولی حیثیت کا شخص آپ کے قریب تھا اسکو معلوم ہوگیا کہ امیر صاحب نے ۵ رکعتین پڑھی ہین جب امیر صاحب نے سلام پھیرا تو اوسنے فورًا کہا کہ آپ نے ۵ رکعتین پڑھی ہے۔ امیر صاحب نے وجہ دریافت کی تو اوسنے بتایا کہ آپ نے ایک رکعت زیادہ پڑھ لی ہے۔ امیر صاحب نے اوسی وقت کھڑے ہوکر پھر نیت باندھ لی۔ اور جمعہ کی نماز سے فارغ ہوکے آپنے اوس شخص کی جرات اور اسلامی حمیت کی بڑی تعریف کی۔ اور پانچسو روپیہ انعام دیکر فرمایا کہ مین اپنی کل رعایا کو ہمیشہ یہ آزادی دیتا ہون کہ دینی یا دنیاوی امر مین اگر مجھ سے کوئی غلطی ہوجائے تو ہر شخص کو تنبیہ کرنیکا اختیار ہے خواہ وہ کسی حیثیت کا ہو۔

گلچین جفا کر روتا ہوا صیاد آیا۔
آہ تمہین بتاؤں! ہائے تمہین کیونکر بتاؤں کہ یہ صدمہ کس حد کا صدمہ تہا۔

عاشق اگر اپنے اختیار مین ہوتا تو اس قسم کی جدائی پر۔ اس نوع کی رخصتی پر اور اس طرح بچھڑنے پر بہت کچھ کہتا مگر معشوق کے ساتھ ہی اس کے ہوش بہی تو جاتے رہے تہے۔ کہے تو کیا کہے اور کس طرح کہے۔ اور تو اور اُس سے بے موقع کی بات بہی نہ کہی گئی کہ

جلتے ہین غیر گیا وہ جو خلوت سے مری نکلی
پریشان باندھ کر جوڑا دوپٹا اوڑھ کر اوٹہا

جب اُس کی بیخودی اور محو خیال جانان کی سرشاری اُسے پہر وہین لائے جہان دونون نے راز و نیاز کے عالم مین تمام رات بسر کردی تہی تو اور بہی اُس کی طبیعت بیچین ہو گئی۔ وہ پہول جو شب کو کسی گلبدن کے بالون مین لٹکے ہوئے پہول سے رخسارون کے بوسے لے رہے تہے بستر پر ایک پژمردگی کی صورت مین مرجہائے ہوئے پڑے دیکھکر بیچین دل مین خار غم کہٹکنے لگا۔ رات کا سمان اُس کی نگاہون مین پہر گیا۔ سب حالات آنکہون کے سامنے آگئے۔ وہ اُس کا حسن وہ اپنے ارمان۔ وہ اُس کا جوبن وہ اپنی تمنا۔ وہ اُس کا شباب وہ اپنی آرزو وہ اُس کا ناز۔ وہ اپنی بے نیازی۔ وہ بوسون کی گرم بازاری وہ اُس کی مصنوعی سرد مہری وہ اپنی منتین وہ اُسکی رکہائیان۔ وہ اپنی خوشامدین وہ اُسکی بے اعتنائیان۔ وہ اپنی قسمین دینا وہ اُس کا ایک نہ سننا۔ وہ اپنی خواہش کا اظہار۔ وہ اُس کا بے پروائی سے انکار۔ وہ اپنا ہاتھ جوڑنا وہ اُس کا ناز سے انگوٹھا دکہانا۔ وہ اپنا پانون پڑنا وہ اُس کا سر ہونا۔ وہ ولولون کی زبردستیان وہ حسرتون کی دست درازیان۔ وہ اُس کی بناوٹی مجبوریان وہ اپنا اختلاط وگرمجوشیان وہ اُس کی نہین نہین کی آواز۔ وہ اپنا حد درجہ کا ساز باز۔ وہ اُس کے پہلو سے علحدگی کی کوشش وہ عاشق منت کرنا۔ وہ برہم ہو جانا وہ دہمکیان دینا۔ وہ طرح طرح کے حیلے۔ وہ قسم قسم کے جہانسے وہ کبہی قسمین دلانا۔ وہ گرم آہین بہرنا۔ وہ آنکہون مین سرور۔ وہ جوش کا فتور وہ اپنا منہ پر منہ رکہنا۔ وہ پیہم بوسے لینا۔ وہ زبان سے زبان لڑانا۔ وہ لعاب دہن گہونٹون حلق سے اوتارنا۔ وہ مزیداریون سے شادکام ہونا وہ اُس کا سسکیان بہرنا۔ وہ پتلیان آنکہون مین پہرانا۔ اور کبہی بے اختیار ہو کے چپٹنا وہ جوش مسرت۔ وہ نور بہجت۔ وہ پیشانی پر پسینہ کے قطرے۔ وہ آنکہون مین لال لال ڈورے۔ وہ خود رفتگی۔ وہ خود فراموشی وہ پتلیون کا تلے اوپر ہونا۔ اور تمام جسم کا دفعتًا سخت ہو جانا۔ وہ سرور کا جوش وہ مئے وصلت کے نوشا نوش۔ وہ باہم گلو بین بانہین پڑنا۔ وہ حد درجہ کے جوش مین بغلگیر ہونا۔ وہ بدنون مین کپکپی وہ جسمون مین سنسناہٹ وہ دونون کا سکوت۔ وہ اپنی خوشی وہ اُس کی خستگی۔ وہ اپنا چہیڑنا وہ اُسکا مسکرانا۔ وہ اپنا ستانا وہ اُسکا منہ چہپانا وہ نگاہین نیچی رکہنا وہ شرم سے آنکہ نہ ملانا وہ پہر میٹہی میٹہی باتین۔ وہ چہچہے وہ قہقہے وہ مذاق وہ ہنسی۔ وہ خوشی وہ شادمانی سبہی حالتین تو یاد آگئین۔ ہائے نہ اب وہ صحبت ہے نہ وہ جلسہ نہ وہ معشوق ہے نہ وہ چاہتین۔ بس یہ حرف۔

داغ فراق صحبت شب کی جلی ہوئی
اک شمع رہگئی ہے سو وہ بہی خموش ہے

ہائے شمع نہین بلکہ شمع سحر اور وہ بہی جو ایک خموشی اور سکوت کے عالم مین ہے اُس کے قریب ہی اُن بدنصیب پروانون کی پڑی ہوئی لاشون نے اُسے اور بہی غمزدہ بنادیا۔ وہ پہلی اُن پہولون کی جانب بڑہا جن مین کسی دلربا کے کپڑون کی باس آگئی تہی وہ ان پہولون کو اُٹہا اُٹہا کے سونگہنے اور سونگہ کے بیقرار ہونے لگا۔ اِن باسی پہولون کی بہینی بہینی خوشبو نے اُسے متوالا کر دیا اور وہ ایک جوش و بیخودی کے عالم اِس طرح کہنے لگا۔ کہ۔

عجب رات تہی جب کوئی مہمان تہا — سر شب سے معمول کا سامان تہا
جدہر دیکہتا تہا سنو جا بجا تہا — شب جمعہ تہی چاندنی کا سمان تہا
بغل مین صنم تہا خدا مہربان تہا۔

کمر بند و مخمل میں زینت العنب — ہرا کان نیست مری زاد دیتا تہی
وہ بیقید منقش شب سحر کب تہی — مبارک شب قدر سی بہی وہ شب تہی
سحر تک مہ و مشتری کا قران تہا

وہ گل سا شگفتہ مرا غنچہ دل — طبیعت کبہی جا رجاتی جیاملی
وہ آسان کوئی یا اور کوئی مشکل — عروسی کی شب کی طرح حاصل
فرحناک تہی روح دل شادمان تہا

رات۔۔۔

رہا اُس کی یکچہ نہ صد بہ سہارہ — ہوئے جو دل چشم ترسی بہار ہے
برابر مین حال جوانی کہا ہے — بیان خواب کی طرح جو کر رہا ہے
یہ قصہ ہے جب کا کہ آتش جوان تہا

بقلم
ناشاد عشاق پوری

نئی نجومیوں کی بلند پروازیان

آج کل نئے نجومیون نے اٹکل سٹ پیشین گوئیون کے وہ پل باندھے ہین کہ معاذ اللہ خواہ پیشین گوئی کسی کی سمجھ مین آئے یا نہ آئے مگر اِن کو اخباری کالم بھرنے سے کام ۲۷ جنوری سنہ ۱۹۰۰ء کے پنچ بہادر نمبر ۴ مین الیس اے احمد نے اپنے تئین منجم ہند قرار دیکر المورہ سے ایک مضمون جسکی سرخی "سنہ ۱۹۰۰ء کی پیشین گوئیان" ہے چھپوایا ہے۔ ہم تو سمجھے تھے کہ منجم ہند۔ الیس۔ اے احمد نے بڑی دور بینی سے کام لیا ہوگا کیونکہ وہ المورہ پر رہکر پیشین گوئیان کی ہین غالباً دور کی سوجھی ہوگی۔ مگر برخلاف اِس کے پیشین گوئیون مین ہر ایک بات نکتہ چینی کے قابل ہے۔ اول تو یہی بات قابل اعتراض ہے کہ دنیا بھر مین سنہ ۱۹۰۰ء مین ۳۶۵ دن ہین مگر منجم ہند نے ۳۶۴ دن لکھے ہین اور یہ لکھتے ہین کہ اس سال مین کوئی ماہ ۲۸ دنون کا کوئی چالیس دلون کا کوئی بیس دنون کا ہوگا ہر مہینہ مین ۴ ہفتہ ساڑھے دو ہفتہ وغیرہ وغیرہ والہ بالکل پہاڑی محاورات مضمون مین بھر دیے ہین اخبار نہ سمجھا نے کا شوق ہے یا سانگ ستو جو جی مین آیا لادیا یا تو سنات سے کام لیا ہو یا ظرافت کا پہلو قرینہ سے لیا ہوتا اس تحریر کو ظرافت سے ذرا بھی مس نہین محض لونڈون والی گپ ہے جو باتین ہین سب بے قاعدہ ہین کہ نکتہ لفظ بلفظ اعتراضات کیے جائین۔ منجم ہند الیس۔ اے احمد از المورہ کوئی حوالہ دین اور مشرح طور پر ناظرین پنچ بہادر کو سمجھا ئین کہ انگریزی یا سنسکرت کس رو سے یہ پیشین گوئیان تحریر کی گئی ہین یہ تو مان لیا کہ مذاق ہے مگر مذاق بھی تو معنی خیز ہونا چاہیے میری رائے مین یہ پیشین گوئیان خاص المورہ ہی سے تعلق رکھتی ہین۔ منجم ہند الیس۔ اے۔ احمد بیچارے نے جو جو چیزین المورہ پر موجود دیکھی ہونگی وہی اللٹپو لکھ مارین ہر جگہ تو قحط کے سامان نمودار ہونے کے لالے پڑ رہے ہین اور منجم ہند کے گھر ارزانی ہو رہی ہے غرضکہ کہان تک بکھیے پیشین گوئیون کے جوابات لکھے جائین۔ لہذا منجم ہند الیس اے۔ احمد کسی پیرایے سے حوالہ دیکر مشرح طور پر سمجھا ئین ورنہ ایسے مضمون نویسی اور مزخرافات سے آئندہ کے لیے کان پکڑین۔ ع

نہ بگڑیے نہ بُرا ماننے کی بات ہے یہ
کبھی سمجھے تو کہوگے کہ کیا بات ہے یہ

براقت

ایک قدیم نامہ نگار پنچ بہادر

اندور مین قیامت کا دورہ

عالیجناب پنچ بہادر لال دامت خیالہ وجلالہ حضرت تسلیمات کے دعا کے رسید کرتا ہون سنبھلیے سنبھلیے۔ کہین چار دن خانہ جنت دعاجی الہی خیر۔ الہی خیر۔ یہ کون صاحب ہین بھولے بھالے ناگہانی کی طرح نازل ہوگئے؟ اور طوفان بے تمیزی کی کار ریلا پیل کردیا ایک نہ سلیک اجتا یا مین کی نوبت پہونچائی؟ فد۔ کی۔ قد۔ پنچ۔ پنچ۔ اجی پنچ۔ مین ہون آپکا پرانا۔ یار۔ راست گفتار۔ لیاقت نگار۔ اخاہ! آپ ہین آیئے تشریف کا بکس لائے فرمایئے۔ فرمایئے۔ مزاج شریف سے کب تشریف لائے۔ اور کہان۔ کہان۔ لڑھکتے پھرے۔ اجی مولانا۔ کچھ نہ پوچھیے آجکل اینجانب علیہ الغم گشت کی بائیسکل السفر والسقر سقرا کا صیغہ گردانتے ہین بلکہ یون سمجھ بائیسکل (نالون) مذکور پر سنیچر سوار ہے جہان چاہتا ہے لیجاتا ہے۔ چنانچہ بیٹھے بٹھلائے جو شامت نے دھکا دیا تو کان کے سیدھے ناک کے اُلٹے اسٹیشن پر جا براجے۔ اور وہان سے یعنی کہان سے اجی اسٹیشن سے ٹکٹ کٹا اندور کیجانب یہ جادہ جا پہونچے چھتیس ۳۶ بجے انکو خاص الخاص اندور کے بیچون بیچ چوک یعنی (باڑہ بیچے) جا ڈٹے اور تین چار روز رہکر خوب دیکھے بھالے اور واقفیت حاصل کی حقیقت مین یہ ریاست قابل دید ہے یہانپر صفائی کا بہت بڑا انتظام ہے۔ سڑکین کشادہ اور دوکانین عمدہ بنی ہوئی ہین باشندگان شہر کی طرز معاشرت اچھی ہے چونکہ ہندوستانی ریاست ہے لہذا دہولی پرشادون کی زیادہ کثرت ہے۔ یہانپر مہاراج کا سکہ چلتا ہے۔ جسکو عام طور سے ہالی روپیہ کہتے ہین۔ جس کے اوپر ایک جانب مبارک اندور اور دوسری جانب آفتاب علیجاہ کا نقشہ بنا ہوا ہے۔ ہمارے کلدار سکہ سے چار آنہ کم ہے ہالی روپیہ کے پرکھ ہی بہت مشکل ہے ہالی کے بابا آدم یعنی صراف کو دکھلا کر اگر نہ لیجیے تو چار دن خانہ سے ناری یا تانبا نکل جاتا ہے ما بدولت نے بھی ایک چونی کا خون کر ڈالا اس وقت

پر لٹسنے ہاتھ لگا۔ مہاراجہ صاحب بہادر کا دربار سات منزلہ نہایت خوبی کے ساتھ بنا ہوا ہے جس کے پھاٹک پر شہنائی صبح وشام مہاراجہ صاحب کے خوش اقبالی کی راگ الاپتی ہے دربار کے قریب ہی خاص محل کے پاس پائین باغ بنا ہوا ہے۔ دربار۔ اور محل۔ اور باغ میں بجلی کی روشنی چھ بجے شام سے بارہ بجے رات تک ہوتی ہے کسی زمانہ میں دربار کے سامنے مارکٹ بنا ہوا ہے جس میں ہر طرح کی دوکانیں موجود ہیں جسکی وجہ سے دربار کے سامنے بہت بڑی رونق رہتی تھی۔ مگر ابھی تھوڑے ہی دن ہوئے کہ کاربار ی صاحب نے اُس مارکٹ کو بالکل نیست ونابود کروا دیا اور بجائے مارکٹ ایک گول بنگلہ بنوا دیا ہے سنا جاتا ہے کہ اُس میں کاربار ی صاحب ہیں باجہ بجوائنگے کاربار ی صاحب کے اِس کارروائی سے مہاراجہ صاحب بہت ناخوش ہیں مگر کیا کریں مجبور ہیں۔ کیونکہ ہماری سنٹرل گورنمنٹ نے وہان پر ایجنٹ قایم کرکے مہاراجہ صاحب کے اختیارات کم کر دیے ہیں اب ریاست کے مدار المہام کاربار ی صاحب ہیں جو چاہتے ہیں وہ کر گذرتے ہیں خواہ مہاراج کے خلاف ہو یا رعایا کے کاربار ی صاحب کی اکثر کارروائیوں سے عموماً کل رعایا ریاست وخصوصاً مہاراجہ صاحب کے دل کو سخت صدمہ ہوتا ہے۔ چنانچہ مہاراجہ صاحب کا حکم تھا۔ کہ جنگلی ہرنوں کو کوئی شخص شکار نہ کرے بلکہ اُن کے واسطے سرکار سے چنا جنگل میں گروایا جایا کرے۔ کاربار ی صاحب نے اپنے عہد حکومت میں اس فضول مد کو خارج کرکے حکم سنا دیا کہ ہرن کا شکار عام طور سے کیا جاوے باوجودیکہ حضرت ہی مہادیو بابا اور دیوی ماتا کو مانتے ہیں۔ اِس حکم نافذ ہونے پر رعایا میں عام طور سے تشویش پھیلی ہوئی ہے اس شہر میں گرہ کٹوں کا زور زیادہ ہے نظربچی اور مال یاروں کا ہو جاتا ہے دن کو پھر اینجانب علیہ المسافر کی ایکدم جیب مع عطر ندارد ہوگئی۔ باوجودیکہ ماہدولت نے ضرورت سے زیادہ شور مچایا کہ ہیچو دریو مگر کسی را خبرے نہ شد۔ ریاست کی پولس بھی ایسی میٹھا پوس کہ توبہ بھلی ان حضرات کے کان پر جون تک نہ رینگی۔ جبتک ہاتھ پانوں ہلائے ہلائے کہ وہ کمبخت نو دو گیارہ ہو گئے ایسی عدم توجہی کارروائی پر پولس کو لوگ گرہ کٹوں کے باپ بتلاتے ہیں۔ مہاراج صاحب بہادر کا قیام آج کل بڑودا میں ہے جو اندور سے اٹھارہ میل کے فاصلہ پر ہے ایجنسی کے سبب سے مہاراجہ صاحب کو گویا ریاست سے کچھ واسطہ ہی نہیں ہے۔ ہر روز چانڈو خانہ میں یہ خبر گرم ہوتی ہے کہ آج نہیں تو کل بیانسے ایجنسی ضرور اُٹھ جاویگی کاربار ی صاحب کے اکثر کارروائیوں سے مہاراجہ صاحب از حد ناخوش رہتے ہیں جسکا اثر رعایا پر پورے طور سے پڑتا ہے اسی وجہ سے رعایا ہر وقت کاربار ی صاحب کو برے لفظوں میں یاد کرتی ہے اور ایجنسی کے اُٹھنے کی دعا ہر وقت مانگا کرتی ہے چنانچہ کاربار ی صاحب کے شائقین ریاست کی رعایا فرماتی ہے کہ بھیا اب تو اندور میں قیامت کا دور ہے۔ عجب نہیں کہ چند روز میں عنان حکومت مہاراجہ صاحب کے ہاتھ مبارک میں آجاوے اچھا جاتے ہیں لیجیے سلام

راقم

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از در حق بہر استقبال می آید

بعبد

راست گفتار قیامت نگار۔ از ہیڈکوارٹر کہنہ دہ۔

وہ آگئے

میاں پنچ۔ بی بی پنچ۔ اپنچ و دا پنچ۔ پنچوں کے سرپنچ۔ تسلیم معروضات، بندگی، سلام، مع توشک تماش کے پیش ہے۔ کہیے آپ تو مزاج مقدس بخیر ہوگا دو چار گدہوں کا بوجھ یا ہی کچھ ہو تو پھر ماہدولت اوپر سے سواری گانٹھیں۔

با وحشت تیرا آسرا ہے آج بعد مدت کے تو آپ کی بھونڈی شکل نظر آئی ہے اور وہ بھی عجب بیج دھج سے نہ سر پہ جوتا ہے نہ پاؤں میں ٹوپی نہ ٹانگوں میں کرتا نہ گلے میں پاجامہ۔ آخر یہ تو کہو اتنے عرصہ سے تھے کہاں۔

اجی بس بھی تو نہ پوچھو۔ ماہدولت جو ایک عرصہ سے آپ کی صحبت شریفہ میں دلق افروز ہوتے ہیں تو جیسے ماشاء اللہ آپ بیاہ ہیں ویسی ہی بہادری اب اینجانب علیہ الرحمہ میں بھی حلول کر آئی ہے خاص اسی وجہ سے لو ماہدولت بھاگتے ہیں۔

کمبخت شیطان سے
جھوٹے بے ایمان سے
ناحق کے بہتان سے
پولس کے جوان سے

حاکم بدزبان سے
اُتارہ گر میبان سے
جاہل افغان سے
رنڈی بے ایمان سے
اور اس کے مکان سے

واہ وا اس وقت تو واللہ وہ مثل ہوئے
مردہ بولے تو نہ بولے اور جو بولے بھی تو
کفن پھاڑ کے ۔ آسنے تو تمام زمانہ کی تنگ بنیان
ختم کر دیں ۔ اچھے اچھے شاعر مر گئے مگر تمہیں
ایک دن بخار بھی نہ آیا ۔ مگر اب ٹھیک ٹھیک
یہ بتلاؤ گھر سے اب کیوں نہیں نکلنے ۔
اجی کیا بتاؤں آج کل کا زمانہ خراب ہے
اب اگر گھر سے کوئی اندھیرے آ جائے نکلے
بھی تو سر پہ توا تو ضرور ہی باندھ لے ۔ کیونکہ
وقت بے وقت اگر دس پانچ یا اس سے زیادہ
چھٹا چھٹ چاند شریف پہ پڑ جائیں تو کچھ مضائقہ
نہیں کیونکہ چاند تو لال نہ ہو گی ۔

ہائیں ہائیں خیر تو ہے کیا آپ سے کسی
سے گلچپ ہو گئی ۔ اجی بھلا مجھ سے کیوں پڑنے لگی
اصل واقعہ یہ ہے ایک روز بدولت کمبختی کے
مارے اسٹار آف انڈیا تھیٹریکل کمپنی میں تماشہ
دیکھنے چلے گئے ، وہاں جو پہنچے تو عجب ہی
سین نظر آیا ایک لالہ ہرتی پرشاد صاحب
جو شراب خانہ خراب کی بدولت مدہوش ہو رہے
تھے تماشہ کو دیکھ دیکھ کر خوب ہی تالیاں بجا رہے
اسی وقت چار پانچ رنڈیاں بھی اسی کلاس
میں رونق افروز تھیں ۔ لالہ جی نے کچھ ان کے
ساتھ بھی شیطانی کی بھر کیا تھا ۔ ہونے لگی
لباڈی کی وہ خوب جوتی طرح سے خبر لے دی ۔

باقی آئندہ

روقسم ۔ ہاسی گفتار سے تا وہ ۔

خضاب لاجواب دلپسند خاص و عام

ایشیا یقین صاحبان ۔ کیا ہی ایک نادر تحفہ
آپ کے پیش نظر نہیں آیا ہے جو کئی سال کے
تجربہ اور کوشش بلیغ سے مرکب کیا گیا ہے
اس کے ایک دفعہ کے استعمال سے آپ صاحبان
ترکیب کنندگان کی داد دیتے ہیں ہر گز نہ نفع
فرمائینگے وہ تحفہ کیا ہے (خضاب لاجواب)
مانند روغن کے بالوں میں لگا دیجئے ۔ پانچ منٹ
میں بالکل قدرتی سیاہی پر دیکھ لیجئے ۔ طرفہ
تر یہ کہ پندرہ یوم تک پھر آئینہ دیکھنے کی حاجت
نہیں رہتی بال نرم اور چمکدار رہتے ہیں ۔ اس
کی قیمت بالکل قلیل رکھی گئی ہے جس سے ہر
شخص فائدہ اٹھا سکے ۔ قیمت فی بکس ۸ آنہ خرچ ڈاک
محصول ذمہ خریدار پانچ بکس کے خریدار کو ایک
بکس مفت دیا جائیگا ہر درخواست کی تعمیل بذریعہ
ویلیو پے ایبل ہو گی ۔ ہمارے پاس صدہا سارٹیفکٹ
اس خضاب لاجواب کے موجود ہیں لیکن بوجہ عدم
گنجائش چند صاحبوں کے صرف نام نامی ذیل میں
درج کرتے ہیں آپ اپنے اطمینان کے لئے صاحبان
ذیل سے تصدیق کر سکتے ہیں ۔

(۱) آغا حسن علی صاحب ۔ بالیگنج ۔ کلکتہ ۔
(۲) احمد شاہ صاحب ۔ " "
(۳) بابو اسبر علی صاحب پرانا قلعہ راولپنڈی ۔
(۴) محمد حسین صاحب کورٹ ماسٹر رسالہ جیکب آباد
(۵) حکیم امام علی صاحب ۔ کرایا بازار کلکتہ ۔

المشتہر

حضرت مولانا عاشق یزدانی سید محمد شاہ عبد الغنی
محلہ پوسٹ آفس ہنڈی ۔ بمبئی ۔

خضاب مذکورہ بالا مندرجہ ذیل پتہ سے بھی مل
سکتا ہے منشی محمد عبد الرحمٰن تاجر پنجفرہ بمبئی

اسلامی دنیا

دولت علیہ کو اس سال کے اختتام پر حکومت ریلوے
کے ریزرو فنڈ میں ایک لاکھ پونڈ کی بچت رہیگی ۔
دولت مراکش نے اپنی ارجو فنون حرب کی تعلیم
دلانے کے لئے ۲ ۔ انگریز کپتان بلائے ہیں ۔
حکمہ ان قبائل بنی مسارہ کی سرکوبی کیلئے
مراکو سے دو ہزار سوار بھیجے ہیں ۔
ارزروم میں سخت زلزلہ آنے سے بہت ہی تباہی
ہوئی ۔ ہزاروں آدمی بے گھر ہو گئے ۔ بابعالی نے
حکم دیا ہے کہ اس کی اعانت کے واسطے ایک کمیٹی مقرر
کیجائے جو کہ مختلف بلاد سے روپیہ جمع کر کے
ان کی مدد کرے ۔ اور کل ملازمان سلطانی بھی
اس اعانت میں شریک ہونگے ۔ سو ہزار قرش
تک کے تنخواہ داروں سے فیصدی ایک قرش
اور ہزار تک والوں سے فیصدی دو قرش
اور ہزار سے زائد والوں سے فیصدی پانچ قرش
لئے جاوینگے ۔ چنانچہ اس کمیٹی نے ۲ ماہ رمضان
المبارک سے اپنا کام شروع کر دیا ۔

ولایت موصل کے قصبہ تزلی نادا میں قدیم
سے ہی ترکی اور طالبین سکون کا دفینہ ملا ہے ۔
ترکی ڈاکخانہ کے متعلق روز بروز جدید
اصلاحیں عمل میں آ رہی ہیں ۔ آئندہ دن میں
میں تین دفعہ خطوط تقسیم ہوا کریں گے ۔
۵ شوال کو قضا ئیف سے ۵ ہزار قرش
علاقہ برغان سے ۱۵۰۱ قرش اور ضلع سفر بجھا
سے ۲۰۳ ہزار قرش چندہ حجاز ریلوے میں موصول
ہوئے ۔
خلیج فارس کے کل ڈاکخانے جو برٹش سفارت
کی نگرانی میں تھے دولت ایران کے اپنے ہاتھ
میں لے لئے ہیں ۔

جاسوسون کی رپورٹین

قیصر وزیرستان کی فوجون کے منتشر ہونے کی تجویز آخرکار منظور کیجاتیگی۔

ولایت کی اعلی تعلیم کا سرکاری وظیفہ امسال پنجاب کے کسی ہونہار نوجوان کو عطا ہو۔ یہ وظیفہ سالانہ تین ہزار روپیہ سال ملیگا کیمبرج یا اکسفورڈ مین تعلیم پانا ہوگا۔

حضور گورنر مدراس گوداوری کا ریلوے کا پل ماہ اپریل مین مسافرون کے لئے افتتاح کرین گے۔

مسٹر انور اربجی بیرسٹر نے بمبئی گورنر کو امداد غریب کاشتکاران کے لئے ۱۰ ہزار روپیہ روانہ کیا ہے۔

پارسی (علاقہ بمبئی) کے کارخانہ کپاس مین سخت آگ لگی ۴ عورتین جل مرین۔ پندرہ آدمی نیم بسمل ہین۔

پنجاب کیطرح وسط ہند اور اضلاع بمبئی مین بھی چوہون نے فصلون کو تباہ کر دیا ہے چوہون کی افراط کی وجہ عدم بارش قرار دی گئی ہے۔ یہ کاشتکاران غریب کی رائے ہے۔

الہ آباد مین ماگھ میلہ پر یاتریون کے چھپرون مین آگ لگی۔ دو تین جانین تلف ہوئین۔

عدالت سشن فتحگڈہ سے مشہور زمانہ ڈاکو وزیرا کو پھانسی کی سزا کا حکم ہو گیا۔

آگرہ مین ایک طوائف کے بھگانے کے مقدمہ مین ایک بقال کو ۲ سال قید کی سزا ہوئی۔

نابر گنج ضلع مین آتشزدگی سے ایک ڈبل چھت کا عالیشان آراستہ مکان جل کر راکھ ہو گیا۔

کوہاٹ شہر شجاگڈہ تھل ریلوے ابھید

ہے کہ اسی سال ماہ جون مین تیار ہو جائیگی

لاٹ صاحب بنگالہ نے ۷ تاریخ کو کلکتہ مین پرنس البرٹ وکٹر ہسپتال افتتاح کیا۔

مسٹر لارنس صاحب پرائیوٹ سکرٹری حضور ممدوح برائے جلسہ تاجپوشی پر ولایت تشریف لیجاتے ہین۔

الہ آباد یونیورسٹی کے پچھلے امتحان انٹرنس کے کاغذات لکھنؤ مین اڑ گئے تھے پولیس انسپکٹر درگا پرشاد تحقیقات پر لگائے گئے ہین۔ لیکن اب تک کچھ سراغ نہین چلا ہے۔

لاہور مین ملکہ قیصرہ کا یادگاری بت معہ دور رنگ غیر موزون تصور کیا گیا ہے۔

پنجاب مین عہدہ تحصیلداری پر مقرر کرنیکی بابت قواعد مین نمایان اصلاح کی گئی ہے۔

ہندوستان مین خچرون کی فوج باربرداری کے لئے ایک لاکھ ۲۰ ہزار روپیہ منظور کیا گیا مشتری سدہ دار کے لئے ایک لاکھ یا بوڑہیون کے لئے ۵۰ ہزار منظور کیا گیا۔

پٹھان کوٹ مین ایک مندر مین ڈاکہ پڑا۔ پجاری قتل ہوا۔ کل مال لٹ گیا۔ ڈاکو گرفت ہوئے۔

ونیاپور کے اخبار از سندہان پر مقدمہ لائبل مین سنٹیٹ پھنس گیا۔ اخبار بری ہو گیا۔

بھوپال مین ماتم ہے۔ خاوند بیگم صاحبہ کی وفات پر ۵۰ ہزار کا غلہ غربا مین خیرات کیا گیا۔

پچھلے ہفتہ ہند مین طاعون سے ۱۲۱۹۲ اموات ہوئین۔ ہفتہ سابق مین ۱۴۴۵۰ ہوئی تھین۔

کشمیر مین سر شتون کے ٹیکا لگانے کی لاگ بنانیکا کارخانہ قائم ہوا کہ فائدہ منتصور ہو۔

مسٹر آر سی دت نے مدراس مین گورنمنٹ انڈیا کی موجودہ پالیسی کے خلاف سخت تقریر کی۔ یہ پالیسی اہل ہند کی بہبودی کے لئے ہی نہین ملک و سلطنت کے لئے مہلک اور سم قاتل ہے۔ رعایا تباہ و برباد ہو رہی ہے۔ بیطرح پھنس رہی ہے۔ گورنمنٹ گمراہ ہے وغیرہ وغیرہ۔

ڈاکٹر بہادر مدن گوپال صاحب کونسل آئین پنجاب کے ممبر مقرر کئے گئے ہین۔

حضور لاٹ صاحب پنجاب کی یادگار کے لئے لاہور مین ایک برجستہ کمیٹی قائم کی گئی ہے۔

پنجاب یونیورسٹی کے امتحانات انٹرنس وغیرہ بجائے ۷ مارچ کے یکم اپریل سے شروع ہونگے۔

انجمن حمایت اسلام لاہور کا سالانہ جلسہ ۲۱ تا ۲۳ فروری ہے۔ ریلوے رعایت منظور کی گئی ہے۔

الہ آباد مین طاعون ہے اس باعث یونیورسٹی امتحان کا مرکز کسی اور جگہ منتقل کرنا چاہتے ہین۔

بادشاہ خان پسر نواب صاحب دیر ملاقات چیف کمشنر کے لئے پشاور مین تشریف لائے۔ وہ ایک شیر کا بچہ بھی ساتھ لائے کہ حضور کرنل ڈین صاحب کو بطور تحفہ پیش کرین گے۔

حضور لیڈی کرزن نے اب یہ چندہ فرمایا مقامی وظایف مین صرف کیا جاویگا۔

ملکہ قیصرہ کی یادگار کا چندہ بابت زنانہ وظایف کا کروڑی دو لاکھ سے بڑہ گیا ہے۔

رنگون مین ۴۵ بھکاریون کی جماعت کو ایک ایک ہفتہ قید سخت کی سزا ملی۔ بازار مین کان کہاتے پہرتے تہے۔

ہندوستان مین مشتقی جنگون کی افرا جات